مُفسّر تشہیر ملک التحریر

مناظر اسلام رئیس الفقہا حضرت علامہ مولانا مفتی

فیض احمد اویسی مدظلہ العالی بہاولپور

اویسی پبلشرز کھارادر کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O

پیش لفظ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین اما بعد!

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس کے فوراً بعد خوارج وروافض اسلام دشمنی میں سر اٹھایا ان کے مقابلے میں سیدنا حضرت علی المرتضیٰ ودیگر صحابہ عظام اور اہلبیت کرام رضی اللہ عنہم نے سر کی بازی لگادی آج تک وہ روش اسی طرح چل رہی ہے کہ خوارج مختلف روپ دھار کر اسلام دشمنی میں سرگرم ہیں۔ روافض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عداوت میں اور خوارج اہلبیت عظام کے بغض میں مختلف حربے استعمال کرتے ہیں۔ الحمد للہ اہلسنت ہمیشہ سے ہر باطل کے سامنے برسرپیکار رہے ہیں۔ "پنجتن پاک" کا مسئلہ بھی اسی کی کڑی ہے۔ روافض صرف اور صرف ان پانچ ہستیوں پھر اپنے ائمہ کی عصمت کے قائل ہیں۔ خوارج اس کی مذمت کرتے ہیں۔

اہلسنت صراط مستقیم پر چل کر دونوں کو غلط کہتے ہیں۔ فقیر نے یہ رسالہ لکھ کر اہلسنت کا مذہب واضح کیا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معصوم ہیں اور صحابہ و اہلبیت محفوظ ہیں اور شرعاً معصوم و محفوظ دونوں کو پاک کہنا جائز ہے لیکن اب عرف میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا علی و سیدہ فاطمہ و حسنین کریمین پر اطلاق ہوتا ہے اس کے وجوہ رسالہ ھذا میں بیان کئے ہیں ہاں شیعہ بھی یہ اصطلاح استعمال کرتے ہیں تو حرج نہیں کیونکہ شرعی اصطلاحات اہل حق واہل باطل استعمال کرتے رہتے ہیں اس میں کوئی قباحت نہیں۔ تفصیل فقیر کے رسالہ ھذا میں ہے۔

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور ۸ محرم ۱۴۲۰ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پنجتن پاک کہنے کا ثبوت

فقیر نے خوارج وروافض وغیرھم کے رد میں لکھا ہے کہ خوارج کا عقیدہ ہے کہ اہلبیت کرام (معاذ اللہ) گمراہ تھے تو پھر انہیں پاک کہنے کا کیا معنی اور شیعہ (روافض) اہلبیت کرام کو بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح معصوم مانتے ہیں اسی لئے یہ اصطلاح عموماً اہل تشیع استعمال کر کے اپنا مذہب ظاہر کرتے ہیں حالانکہ معصوم صرف انبیاء عظام و ملائکہ کرام ہیں اور بس۔

مذہب وہابیہ دیوبندیہ

یہ لوگ بھی خوارج کی طرح اس اصطلاح کو ناجائز کہتے ہیں اس لئے کہ اس سے روافض کے عقیدہ کی تائید وترویج ہوتی ہے ان کے بعض تو اتنا متشدد ہیں کہ "وداولا سواعا ولا یغوث ویعوق ونسرا" آیت کو انہی حضرات پر چسپاں کرتے ہیں۔

لطیفہ:- بہاولپور (پاکستان) میں مولوی غلام خان (راولپنڈی) نے اس آیت کو جب پنجتن پاک پر چسپاں کیا تو مجمع بگڑ گیا جب کہ ہزاروں کی تعداد میں تھا۔ چند چنڈور باقی رہے اس کے بعد تازیست بہاولپور اسے آنا نصیب نہ ہوا حالانکہ اس کی جماعت کے کافی افراد یہاں موجود ہیں۔

مذہب اہلسنت

ہمارا عقیدہ واضح ہے کہ ہم انبیاء کرام و ملائکہ عظام کو معصوم اور اولیاء کرام

جن میں صحابہ کرام اور اہلبیت عظام بھی شامل ہیں کو محفوظ مانتے ہیں اور معصوم محفوظ اور دونوں گناہوں سے پاک ہوتے ہیں اسی لئے انہیں اگر پنجتن پاک کہا جاتا ہے تو جائز ہے۔ (تفصیل آتی ہے)

باب اول

لغوی و اصطلاحی معنی

پنجتن کے معنی ہیں پانچ افراد اور ان سے مراد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حسنین کریمین، سیدہ فاطمہ زہرا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین ہیں اور آیۂ تطہیر ان پانچوں مقدسین کے بارے میں نازل ہوئی۔ جس میں 'ویطھرکم تطھیرا موجود ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں پاک کردے پاک کرنا جو اس بات کی روشن دلیل ہے کہ یہ پنجتن واقعی پاک ہیں۔

قرآن مع تفسیر و حدیث

تفسیر ابن جریر میں ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نزلت ھذہ الایۃ فی خمسۃ فی وفی علی رضی اللہ و حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ و فاطمہ رضی اللہ عنھا انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا (تفسیر ابن جریر پ ۲۲ صہ ۵)

ترجمہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ آیت "پنجتن" کی شان میں نازل ہوئی ہے میری شان میں اور علی رضی اللہ عنہ کی اور حسن اور حسین و فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی شان میں! بے شک اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کہ اے اہل بیت کہ تم سے ناپاکی کو دور کردے اور تمہیں پاک کردے۔

فائدہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب خود اپنی زبان مبارک سے "خمسۃ" کا لفظ فرمادیا اور خمسۃ سے اپنی مراد کو ظاہر فرمانے کے لئے تفصیل ارشاد

فرمادی اور صاف صاف اظہار فرمادیا کہ آیہ تطہیر کا شان نزول یہ پانچ ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے پاک قرار دیا تو اب اس کے بعد کسی کا یہ کہنا کہ معاذ اللہ پنجتن کو پاک کہنا جائز نہیں۔ پنجتن آیہ تطہیر میں داخل نہیں۔ بارگاہ رسالت سے بغاوت اور اللہ کے پیارے رسول کی تکذیب نہیں تو اور کیا ہے۔

انتباہ | اس کا یہ مقصد نہیں کہ (معاذ اللہ) ان پانچ کے سوا ہم کسی کو پاک نہیں مانتے ہمارے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات بھی آیہ تطہیر میں شامل ہیں۔ اسی لئے ہم ان کے ساتھ مطہرات کا لفظ لازمی طور پر استعمال کرتے ہیں اور ان کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے بے شمار مقدس محبوب بندے اور بندیاں یقیناً پاک ہیں اور ہم ان کی پاکی کا اعتقاد رکھتے ہیں لیکن لفظ پنجتن پاک بولنے کی وجہ صرف یہ ہے کہ حدیث منقولہ بالا میں خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے خمسہ کا کلمہ مقدسہ ادا ہوا پھر ان کی تفصیل بھی خود حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے فرمائی اور ان کی شان میں آیۂ تطہیر کے نزول کا ذکر فرمایا۔

رد شیعہ | اگر پنجتن پاک کے لفظ کا یہ مفہوم لیا جائے کہ معتقدین پنجتن کے نزدیک ان پنجتن کے سوا کوئی پاک ہی نہیں تو (معاذ اللہ) یہ الزام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدسہ پر بھی عائد ہو گا کیونکہ خمسہ کا لفظ زبان رسالت کا ارشاد ہے تو معلوم ہوا کہ پنجتن پاک کہنے والے سب سے پہلے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور اس کلمہ کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ پاکی انہیں پانچ میں منحصر ہے اور (معاذ اللہ) پانچ کے سوا کوئی اور پاک نہیں بلکہ یہ بھی پاک ہیں اور ان کے سواوہ صحابہ حضرات پاک ہیں جن کی پاکی پر کتاب وسنت سے دلیل ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

قل یاھل الکتب تعالوا الی کلمة سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرك به شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون O (پ ۳ آل عمران نمبر ۶۴)

ترجمہ:- تم فرماؤ اے کتابیو ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں یکساں ہے یہ کہ عبادت نہ کریں مگر خدا کی اور اس کا شریک کسی کو نہ کریں اور ہم میں کوئی ایک دوسرے کو رب نہ بنالے اللہ کے سوا پھر اگر وہ نہ مانیں تو کہہ دو تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔

تفسیر:- یہ آیت نجران کے نصاریٰ سے مباہلہ کے متعلق مشہور ہے اور مباہلہ میں خود حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع چار حضرات حضرت علی، حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہم تشریف لائے جیسا مباہلہ کی تفصیل میں ہے۔

پنجتن پاک

یہ آیت تو گویا ہے بھی اظہار شان پنجتن پاک کے لئے کیونکہ جمہور مفسرین کی یہی رائے ہے کہ یہ آیت مباہلہ کے موقعہ اتری اور مباہلہ کے وقت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اور سیدہ فاطمہ و سیدنا علی المرتضیٰ اور حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم تشریف لائے۔ یہاںتک کہ مخالفین کا ابن تیمیہ بھی یہی لکھ گیا ہے۔

ان يقال اما اخذ عليا والحسن والحسين فى المباهلته فحديث صحيح رواه مسلم عن سعد بن ابى وقاص قال فى حديث طويل لما نزلت هذه الآئت فقل تعالو اندع ابناء نا وابناء كم ونساء نا ونساء كم وانفسنا وانفسكم دعا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عليا وافاطمة وحسنا وحسينا فقال اللهم هولاء اهلى (منهاج السنته صـ ٣٤ ج ٤)

ترجمہ:- اور جو کہتے ہیں کہ (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے) مباہلہ میں علی اور حسین و حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ساتھ لیا تو یہ حدیث صحیح ہے جسے مسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے طویل حدیث کی صورت میں روایت کیا

ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ پس فرمایا آؤ بلائیں ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت علی و فاطمہ اور حسن و حسین رضوان اللہ اجمعین کو بلایا اور فرمایا اللہ یہ میرے گھر والے ہیں۔

اہلسنت کی توثیق

اہلسنت کی کتب تو اس حوالہ سے بھری پڑی ہیں چنانچہ صحاح ستہ کے علاوہ بیشمار کتب احادیث و تفاسیر میں مندرج ذیل حدیث موجود ہے۔

عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ قال لما نزلت هذه الآية فقال تعالوا اندع ابنائنا وابناء کم دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم علیا وفاطمة و حسنا و حسینا فقال اللهم هولاء اهل بيتي.

مسلم شریف جلد دوم صہ ۲۷۸، ترمذی شریف جلد دوم صہ ۲۳۶، مشکوۃ شریف جلد دوم صہ ۳۶۲، مسند احمد جلد چہارم صہ ۴۲۴۔

ترجمہ:- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ بلائیں اپنے بیٹے اور ان کے بیٹے "الی الآخر الآیہ" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور سیدہ فاطمۃ الزہرا اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو بلایا اور فرمایا اللہ یہ میرے اہلبیت ہیں۔

سوال:- آیت میں یہ چار حضرات مراد ہیں ہی نہیں مصر کا مشہور مفسر محمد عبدہ لکھتا ہے کہ جناب حیدر کرار جناب فاطمۃ الزہرا اور جناب حسنین کریمین کو مباہلہ میں شامل کرنا تو شیعوں کا کام ہے البتہ اصل بات یہ ہے کہ مباہلے کے وقت حضرت ابو بکر صدیق اور ان کی اولاد حضرت فاروق اعظم اور ان کی اولاد حضرت عثمان ذوالنورین اور ان کی اولاد اور حضرت علی اور ان کی اولاد رضوان اللہ علیہم اجمعین آئے تھے اس کی تفسیر کا عربی متن ملاحظہ ہو۔

قال فجاء بابی بکر و ولده وبعمر و ولد و بعثمان وولده وبعلی وولده والظاهران الکلام فی جماعة المومنین. (تفسیر منارالایمان جلد سوم صہ ۳۲۲ مولفہ محمد عبدہ مرتبہ رشید رضا)

کہا پس آئے ساتھ ابی بکر اور ان کی اولاد کے ساتھ عمر اور ان کی اولاد اور ساتھ عثمان اور ان کی اولاد کے اور ساتھ علی اور ان کی اولاد کے یہ کلام ظاہر ہے مومنوں کی جماعت میں۔

جواب:- مصری عبدہ مفسر اور اس کا شاگرد رشید رضا کس باغ کی مولی ہیں جب کہ قرن اول سے لے کر تاحال جمہور محدثین، مفسرین حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سیدنا علی وسیدہ فاطمہ وحسنین رضی اللہ عنہم تھے مذکور بالا حوالہ جات کے علاوہ مزید حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

لمعات شرح مشکوۃ جلد ہشتم۔ مرقاۃ شرح مشکوۃ تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی، فتح الباری، شرح بخاری جلد ششم صہ ۵۳، دلائل النبوۃ جلد اول صہ ۲۹۸، مظاہر حق جلد چہارم صہ ۱۴۶، اشعۃ اللمعات جلد چہارم صہ ۶۸۲، المستدرک للحاکم مع تلخیص، ذہبی جلد دوم صہ ۵۹۴، نسیم الریاض جلد سوم صہ ۲۶۷، صواعق محرقہ جلد اول صہ ۱۰۷، زادالمعاد (ابن قیم) جلد اول صہ ۴۹۱ ریاض النظرہ جلد دوم صہ ۲۸۴، تاریخ الخلفاء صہ ۱۱۵، طبقات ابن سعد جلد اول صہ ۳۰۱، معارج النبوۃ جلد چہارم صہ ۳۰۲، نورالابصار صہ ۱۱۱، البدایہ والنہایہ جلد ہشتم صہ ۳۵، اسد الغابہ جلد دوم صہ ۱۲ جلد پنجم صہ ۵۲، الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد دوم صہ ۵۰۳، اشرف المؤبد صہ ۸۵، اسعاف الراغبین صہ ۱۰۶ شرح فقہ اکبر صہ ۱۴۴، مدارج النبوۃ صہ ۲۳۴، مرعاۃ شرح مشکوۃ صہ ۲۳۴ ج ۴، کنزالاعمال جلد پنجم، روح المعانی جلد دوم، کشاف جلد اول، مجمع البیان جلد اول، جامع البیان جلد اول، مرآۃ شرح مشکوۃ جلد ہفتم، زرقانی علی المواہب، ارشاد الساری، فتاوی عزیزیہ، تحفہ اثنا عشریہ، خصائص نسائی، نہایہ ابن اثیر، تاریخ ابن اثیر (تاریخ کامل) بیہقی شریف، مکتوبات مجدد، تفسیر

مظہری، فتح القدیر، فتوحات مکیہ، تفسیر بحر المحیط۔

فائدہ:۔ اہل انصاف فرمائیں کہاں جمہور کہاں ایک مصری مفسر اسلاف میں کوئی بھی اس کی رائے کو قبول کرنے کو تیار نہیں یہاں تک کہ ابن تمیہ اور اس کی پارٹی بھی اس کی اس رائے سے متفق نہیں اور سب کو معلوم ہے کہ تفسیر بارانی نہ صرف باطل بلکہ وہ کفر تک پہنچا دیتی ہے دیگر چند معتبر حوالے ا۔ اہل اسلام تفسیر ابن جریر کو ام التفاسیر کہتے ہیں، اسی تفسیر ابن جریر میں ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم، حضرت سیدہ فاطمہ اور حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کو پیغام بھیجا اور پھر ان کو ساتھ لے کر اہل نجران کے سامنے تشریف لائے تو نجرانی بھاگ گئے۔

لمانزلت هذه الآيه فقل تعالوا ارسل رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم الی علی و فاطمته وابنيهما الحسن و الحسين اور پھر مزید وضاحت سے بیان کیا ہے قال معمر قال قتاده لما ارادالنبی صلی الله علیه وآله وسلم اهل نجران اخذبيد حسن و حسين وقال الفاطمة اینهما فلما رائی ذالك اعدا رجعوا (تفسیر ابن جریر جلد سوم صہ ۳۰۱)

مشہور محدث و مفسر اور فقیہ امام قرطبی ودیگر مفسرین کرام حضور سرورکائنات علیہ الصلوۃ والسلام کے اس انتخاب کے متعلق یوں وضاحت فرماتے ہیں۔

ابناء نادليل على ان ابناء البنات يسمون ابناء وذالك ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم جاء بالحسن والحسين وفاطمة تمشي خلفه وعلى خلفها وهو يقول لهم ان انا دعوت فامنوا (تفسیر قرطبی صہ ۱۰۵ ج ۴)

"ابناء نا" اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ اپنی بیٹی کے بیٹوں کو اپنے بیٹوں کے نام سے موسوم کیا جائے۔" اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے کہ آپ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے ساتھ تشریف لائے اور حضرت سیدہ فاطمہ

الزہرا رضی اللہ عنہا آپ کے پیچھے تھیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ان کے پیچھے تھے اور آپ ان سے کہتے تھے ہم دعا مانگیں تو تم آمین کہنا۔

اس کے بعد امام قرطبی فرماتے ہیں۔

قال کثیر من العلماء ان قوله علیه السلام فی الحسن والحسین باهل (وابناء نا وابناء کم) وقوله فی الحسن ان ابنی هذا سید مخصوص بالحسن والحسین ان یسیما ابنی ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم دون غیرهما لقوله علیه السلام کل سبب ونسب ینقطع یوم القیامة الانسبی وسببی (تفسیر قرطبی صہ ۱۰۵ ان ۴)

ترجمہ:۔ اکثر علماء نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو مباہلہ کے وقت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو جو اپنے بیٹے فرمایا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے لئے فرمایا کہ یہ میرا بیٹا سید ہے۔ مخصوص ہے حضرات حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے لئے کہ آپ نے ان کو بیٹوں کے نام سے پکارا۔ سوا اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن تمام حسب ونسب منقطع ہو جائیں گے اور ہمارا حسب ونسب قائم رہے گا۔

مخالفین کے معتمدین

ابن تیمیہ کے حوالہ کے بعد مزید کسی حوالہ کی ضرورت نہیں کیونکہ مخالفین کے نزدیک ابن تیمیہ کا قول حرف آخر ہوتا ہے لیکن پھر بھی تسلی کے لئے صدیق حسن بھوپالی کا حوالہ ملاحظہ ہو وہ لکھتا ہے کہ

قال جابر فدع هما الی الملاعنة فی اعداه لی ذالك الغرففدا رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم واخذبید علی وفاطمة والحسن والحسین ثم ارسل علیها (تفسیر فتح البیان جلد اول صہ ۴۰۴)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب دشمنوں پر لعنت کرنے کے لئے

بلایا گیا تو صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی وفاطمہ حسن وحسین رضی اللہ عنہم اجمعین کا ہاتھ پکڑا اور دشمنوں کی طرف لے گیے۔

یہ حدیث بیان کرنے کے بعد نواب صدیق حسن بھوپالی ابناء نا سے حضرات حسنین کریمین اور نساء نا سے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا کا مراد لیا جانا درست تسلیم کرتے ہوئے یہ وضاحت پیش کرتے ہیں کہ سیدۃ النساء العالمین سیدہ فاطمۃ الزہرا اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا خاصہ ہے کہ انہیں نساء نا اور ابناء نا کے نام سے موسوم کیا گیا ملاحظہ ہو۔

بذکر البنین عن البنات اما لدخولهن في النساء ولكونهم الذين يحضرون مواقف الخصام دونهن وفي الآيات دليل ابناء نا لبنات سيمون ابناء لكونه صللم اراد بالابنآنا لحسنين كما تقدوانما خص الابناء والنساء (تفسیر فتح البیان صہ ۲۰۵ ج۱)

ترجمہ:- بنین کا بنات کے ساتھ ذکر کرنے میں اشارہ ہے کہ بنات کا لفظ نساء میں داخل ہے علاوہ ازیں موقع پر بنات ہی موجود تھیں نیز آیات سے ثابت ہوا کہ نواسے بھی ابناء میں داخل ہیں اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابناء سے حسنین مراد لئے ہیں اور ابناء والنساء کی تخصیص ایک وجہ ہے (جو تفاسیر میں مذکور ہے)

سوال:- آیت مباہلہ کے متعلق محمد عبدہ نے بقلم رشید رضا لکھا ہے کہ مباہلہ تو ہوا ہی نہیں تھا اس لئے یہ غیر ممکن ہے کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، حضرت علی المرتضی، حضرت فاطمۃ الزہرا اور حضرت حسنین رضی اللہ عنہما کو ساتھ لے کر نصاریٰ پر لعنت کرنے آتے اور اس نے یہ دلیل بھی دی ہے کہ نصرانی تو اپنے ساتھ عورتیں اور بچے لائے ہی نہیں تھے پھر حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیا ضرورت تھی کہ آپ عورتوں اور بچوں کو ساتھ لے کر نکل آتے۔ اور نساء نا کا اطلاق اپنی بیٹی پر کوئی عرب کر ہی نہیں سکتا کیونکہ لغت عرب اس کی

اجازت ہی نہیں دیتی اور پھر نواسوں کو ابناء نا (بیٹے) کہہ دینا تو بالکل ہی غلط بات ہے اس آیت کا کسی طریقہ سے بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت سیدہ فاطمہ اور حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کوئی تعلق نہیں۔ (تفسیر منار ملخصا)

جواب:۔ اسے کہتے ہیں ڈھکوسلہ کہ سرے سے مباہلہ کا بھی انکار کہ نہ ہوگا سر نہ ہوگا درد۔ اس عقلی ڈھکوسلے میں دو باتیں لکھیں۔ (۱) نصاریٰ عورتیں نہیں لے آئے یہ از خود کہہ دیا ورنہ روایات میں نہیں کہ وہ نہیں لے آئے دوسرا ڈھکوسلہ یہ کہ نساء کا اطلاق بیٹیوں پر نہیں ہوتا۔ ہمارا پہلا جواب تو وہی ہے کہ جمہور کے سامنے عقلی ڈھکوسلے کام نہیں دیتے جب کہ ہم نے احادیث صحیح و اقوال اصحاب و مفسرین سے ثابت کیا ہے بلکہ تفاسیر معتبرہ میں ان حضرات کا مباہلہ میں تشریف لانا مصرح ہے۔ (تفسیر کبیر صہ ۲۹۹ ج ۲ اور تفسیر در منثور صہ ۶۱ ج ۲) میں ہے کہ

فاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقدغوا محتفنا الحسن آخذا بیدالحسین وفاطمة تمشی خلفه وعلی خلفها وهویقول اذاانا دعوت فامنو.

یعنی حضور سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح تشریف لائے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گود میں اٹھا رکھا تھا اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انگلی سے لگایا ہوا تھا۔ آپ کے پیچھے سیدہ فاطمۃ الزہرا اور ان کے پیچھے علی کرم اللہ وجہہ الکریم تھے۔

"اور آپ ان کو فرماتے تھے جب ہم دعا مانگیں تو تم آمین کہنا"

فقال اسقف نجران یامعشر النصاریٰ انی لاریٰ وجوھالو شاء اللہ ان یزیل جبلا من مکانه لازاله بها فلا تباهلوا فتهلکوا ولا یبقی علی وجه الارض نصرانی الی یوم القیامة

(اس قافلہ نور کو دیکھا) تو عیسائیوں کے پاپائے اعظم نے کہا اے گروہ نصاریٰ میں جن صورتوں کو دیکھ رہا ہوں۔ اگر یہ چاہیں کہ اللہ تعالیٰ اس پہاڑ کو اس جگہ سے ہٹا

دے تو یقیناً ایسا ہی ہوگا پس ہرگز ان سے مباہلہ نہ کرنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور کوئی عیسائی بھی قیامت تک زمین پر باقی نہیں رہے گا۔

چنانچہ اپنے اسقف کے منع کرنے سے عیسائیوں نے مباہلہ سے راہ فرار اختیار کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں ہماری جان ہے کہ اہل نجران پر یقینی ہلاکت طاری ہو جاتی اور ہم ان پر لعنت کر دیتے تو یہ بندر اور سور بن جاتے۔ ان پر آگ برستی اور اللہ تعالیٰ ان کی بستیاں جلا دیتا۔ اہل نجران جل جاتے حتیٰ کہ درختوں پر بیٹھے ہوئے جانور جل جاتے اور تمام عیسائیوں کا یہ حال ہوتا۔ حتیٰ کہ وہ ہلاک ہو جاتے۔

نساء کا اطلاق

یہ ڈھکوسلہ بھی قرآن فہمی سے بیگانگی کی دلیل ہے۔

قرآن مجید میں ہے کہ جب فرعون کو پتہ چلا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوں گے اور اس کی خود ساختہ خدائی کا خاتمہ کر دیں گے تو اس نے حکم دیا کہ جو بھی لڑکا پیدا ہو اسے قتل کر دیا جائے اور لڑکیوں کو زندہ رہنے دیا جائے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بحکم پروردگار پھر بھی زندہ بچ گئے اور تخت رسالت و نبوت پر متمکن ہوئے اور فرعون مع اپنے ساتھیوں کے غرق ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر اپنی نعمتیں گنواتے ہوئے ارشاد فرمایا اور یاد کرو کہ جب ہم نے تم کو فرعون والوں سے نجات بخشی کہ تم پر برا عذاب کرتے تھے۔ تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ رکھتے۔ واذ نجینکم من آل فرعون یسومونکم سوء العذاب یذبحون ابناء کم ویستحیون نساء کم (البقرہ ۴۹)

خلاصہ البحث

بہر حال قرآن مجید کی ان دونوں آیتوں مع تفاسیر سے واضح طور پر ثابت ہوا کہ

پنجتن پاک کا اطلاق ان حضرات پر جائز ہے اگرچہ دوسرے حضرات صحابہ کرام اور اہلبیت عظام کے دیگر افراد اور اولیائے کرام بھی اصول شرع پر پاک ہیں بامعنی یہ کہ وہ گناہوں سے محفوظ ہیں لیکن چونکہ ان آیات میں ضمناً و صراحتہً ان حضرات کا ذکر ہوا ہے اسی لئے ان کی تخصیص کر کے ہم اہلسنت بھی ان کو پنجتن پاک کہتے ہیں

باب ۲

(احادیث مبارکہ)

آیت تطہیر (ویطہرکم تطہیرا) کے ضمن میں ہم نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چار حضرات سیدنا علی المرتضیٰ، سیدہ فاطمۃ الزہرا و حسنین کریمین (رضی اللہ عنہم) کا پاک ہونا ثابت کیا اب صراحتہً چند روایات عرض کرتا ہوں۔

(۱) عن عائشةقالت خرج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غداة وعلیہ مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن علی فادخلہ ثمہ جاء الحسین فدخل معہ ثمہ جاء ت فاطمة فادخلھا ثمہ جاء علی فادخلہ ثمہ قال انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیراO (رواہ مسلم وغیرہ)

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر نکلے اور آپ پر کالے بالوں کا مخطط کمبل تھا۔ جب واپس آئے تو حضرت حسن بن علی آگئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں کملی میں داخل فرمالیا اور پھر جب حضرت حسین آئے تو وہ بھی ان کے ساتھ داخل ہوگئے پھر سیدہ فاطمۃ الزہرا تشریف لائیں تو آپ نے ان کو بھی داخل فرمالیا پھر حضرت علی آئے اور ان کو بھی داخل فرمالیا اور پھر فرمایا۔ "اے نبی کے گھر والوں اللہ یہی چاہتا

ہے کہ تم سے ہر آلودگی دور کر دے اور تمہیں خوب پاکیزہ وصاف کر دے۔

فائدہ:- آیت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی مراد ہے اہل بیت کو خوب پاکیزہ بنائے اگر چہ اہلبیت کا لفظ عام ہے لیکن بوجہ حدیث مذکور انہی حضرات کو کہا جانے لگا اسی لئے پنجتن پاک کا استعمال ان حضرات کے لئے خاص ہوا۔

(۲) ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اس طرح مروی ہے عن ام سلمة رضی اللّٰہ تعالےٰ عنها فی بیت نزلت انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت فدعاالنبی صلی الله علیه و آله وسلم فاطمة و حسن و حسین فجعلنهم بکساء علی و خلف ظهره ثمه قال اللهم هولاء اهل البیتی فاذهب عنهم الرجس مطهرهم تطهیرا، قالت ام سلمة انا معهم یارسول الله؟ قال انت مکانك انت علی الخیر اور ایک روایت میں ہے کہ۔

قالت ام سلمة فرفعت الکساء لادخل معهم فجزبه من یدی فقلت وانا معکم یارسول الله؟ فقال انك من ازواج النبی (صلی الله علیه وسلم) علی خیر (مسلم وترمذی المستدرک وغیرہ)

ترجمہ:- ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آیت تطہیر میرے گھر میں نازل ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمۃ اور جناب حسن وحسین کو بلایا اور ان پر اپنی کملی اوڑھادی پھر فرمایا یااللہ یہ میرے اہلبیت ہیں تو ان سے ہر قسم کی آلودگی کو دور کر کے خوب پاکیزہ فرمادے۔ حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی آن کے ساتھ ہوں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے مکان پر ہو اور خیر پر ہو۔

دوسری زائد روایت کا ترجمہ یہ ہے کہ حضرت ام سلمہ نے فرمایا میں نے اپنے ہاتھ سے کملی مبارک کا ایک کنارہ ہٹا کر عرض کی یارسول اللہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم نبی کی بیویوں میں سے ہو اور

خیر پر ہو۔

سوال شیعہ

آیت مذکورہ اور حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ ازواج سرے سے اہل بیت میں داخل ہی نہیں تبھی تو حضرت ام سلمہ زوجہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کملی میں داخل ہونے کی کوشش کی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے داخل نہ فرمایا۔

جواب:۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا (اللھم ھؤلاء اھل بیتی) اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں) دلیل ہے کہ حضور نبی پاک نے خصوصی دعا سے انہیں اہل بیت میں شامل فرمایا ورنہ حقیقی طور تو اہل بیت گھر والیاں ہی ہوتی ہیں ورنہ دعا مانگنے کی ضرورت نہ تھی دعاء کسی ناحاصل شدہ شے کے لئے مانگی جاتی ہے حاصل شدہ شے مانگنا تو تحصیل حاصل اور لایعنی عمل ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا تصور بھی حرام ہے اس لئے ثابت ہوا کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خصوصی کرم سے انہیں اہلبیت میں داخل فرمایا اس پر بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو انکار کے بجائے "انك علی الخير" بیشک تو خیر و بھلائی پر ہے۔ فرمانا بھی ہماری تائید ہے اس لیے کہ لفظ خیر صیغہ افعل التفضیل ہے جو دوسروں کی بہ نسبت زائد فضیلت رکھتا ہے یعنی سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو تو ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل بیت ہونے میں پہلے ہی داخل ہے اب ان کے لئے ضرورت ہے جو حقیقی معنی میں داخل نہیں ہیں انہیں دعا کر کے اہل بیت میں داخل کر رہا ہوں۔

سوال خوارج ونواصب

محمود عباسی اپنی رسوائے زمانہ کتاب خلافت معاویہ ویزید میں لکھتا ہے کہ آیت تطہیر میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کا ذکر ہے اسی لئے

چھٹی آیت کا رخ کسی دوسرے کی طرف پھر جانا خلاف قاعدہ ہے۔

الجواب

ان آیات مبارکہ میں خدا تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنھم کا ذکر فرماتے وقت ہر جگہ پر وہی صیغہ استعمال فرمایا ہے جو عورتوں کے لئے مخصوص ہے مگر آیت تطہیر میں اس کے برعکس وہ صیغہ استعمال فرمایا ہے جو مردوں کے لئے بولا جاتا ہے مثلاً اس مضمون کی پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کنتن ، امتعکن ، اسرحکن اور دوسری تیسری آیت میں ارشاد خداوندی ہے کنتن منکن اور لھا العذاب اور چوتھی ، پانچویں اور اس آیت میں ہے منکن اجرھا، لھا، لستن تقیتن بیورتکن تبرجن یہ تمام صیغے تانیث کے ہیں مگر آیت کا وہ حصہ جو آیۂ تطہیر کے نام سے موسوم ہے اور ان آیات سے ملحق ہے اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک بار بھی مونث کا صیغہ استعمال نہیں فرمایا بلکہ اس کے برعکس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عنکم الرجس یطھرکم تطھیرا اور یہ دونوں صیغے صرف اور صرف جمع مذکر کے لئے ہی استعمال ہو سکتے ہیں۔ جب کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس سے پہلے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کا جہاں جہاں بھی ذکر کیا ہے۔ آپ کی ازواج ہی کے نام سے ازواجك اور یا نساء النبی کے لفظ استعمال فرمائے ہیں اور یہاں ان کے بجائے یا اھل البیت کہہ کر خطاب کیا ہے اگر ان الفاظ یا اہل بیت میں خاص حکمتیں پوشیدہ نہ ہوتیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ یہاں بھی یا نساء النبی اوریاازواج النبی کے ہی اشارے سے بشارت تطہیر دے سکتے تھے۔

مفسرین و محدثین کرام نے اس جملہ کی متعدد حکمتیں اور وجوہات بیان فرمائی ہیں جن کی تفصیل کی یہ مختصر کتاب متحمل نہیں ہو سکتی۔ تاہم جمہور کا مذہب یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کو بھی شامل ہے

اور جناب حسنین کریمین اور ان کے والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین بھی اس آیت تطہیر میں شامل ہیں چنانچہ امام نبھانی رحمتہ اللہ علیہ بھی اس مقام پر یہی فرماتے ہیں کہ یہ آیت فریقین پر مشتمل ہے اور اگر صرف ازواج مطہرات کے لئے ہوتی تو مذکر کے صیغوں کی بجائے مؤنث کے صیغے آئے ہوتے۔ والجمھور ان المراد من اھل البیت فی الآئة مایشتمل الفریقین مع عملا بجمیع الادلة قوله عنکم ویطھرکم ولو کان المراد النساء خاصة لکان عنکن ویطھرکن (اشرف المؤبد صہ ۱۵)

جمہور کے اس فیصلہ کے ساتھ عباسی وغیرہ کو اختلاف ہو تو ہو مگر حقیقت قطعی طور پر یہی ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تفسیر خود اپنے عمل سے واضح کر دی اور خداوند قدوس کے "یا اھل البیت" کے اشارہ کی وسعت کو جانتے ہوئے اپنی صاحبزادی مکرمہ سیدۃ انساء العلمین جناب فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ اور جناب حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو بلا کر اپنی منقوش عبائے پاک میں لے کر بارگاہ رب العزت میں دعا فرمائی کہ "یا اللہ یہ میرے اہلبیت ہیں انہیں تطہیر کی نعمت سے نواز دے۔

ہماری نہ مان اپنی مان

ہمارے دور کے خوارج ونواصب کو ابن تیمیہ اور اس کے اتباع بڑے پسند ہیں فقیر ان کی تصریحات لکھتا ہے۔

(۱) ابن تیمیه نے کہا که ان هذاالحدیث صحیح فی الحملة فانه قد ثبت عن النبي صلی اللہ علیه وسلم انه قال لعلی و فاطمة و حسن و حسین اللهم ان هولاء اهل بیتی فاذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهیر اوروی ذالك مسلم عن عائشة قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم عن غداة وعلیه مرط مرحل من شعراسود فجاء الحسن بن علی

فادخله ثمه جاء الحسين فادخله ثمه جاء ت فاطمة فادخله ثمه جاء علی فادخله ثمه قال انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا وهو مشهور من روایة ام سلمة من روائة احمد و ترمذی (منہاج السنۃ جلد چہارم صہ ۲۰ ج ۴)

ترجمہ:- بے شک یہ حدیث فی الجملہ صحیح ہے اور بے شک یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جناب علی و فاطمہ اور حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) کے لئے فرمایا کہ یہ میرے اہلبیت ہیں۔ الہی تو ان کو ارجاس سے خوب اچھی طرح پاک کر دے اور یہ روایت مسلم شریف میں ہے جسے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا ہے۔ کہا فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیاہ بالوں کا کمبل اوڑھے ہوئے نکلے تو حضرت حسن بن علی آئے اور اس کمبل میں داخل ہو گئے پھر حسین آئے تو وہ بھی اس کمبل میں داخل ہو گئے پھر جناب فاطمۃ الزہرا تشریف لائیں تو آپ بھی کملی میں داخل ہو گئیں اور پھر حضرت علی تشریف لائے تو وہ بھی اس کمبل میں داخل ہو گئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "انما یرید اللہ" آیت کے آخر تک فرمایا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت مشہور ہے جسے امام احمد بن حنبل اور ترمذی نے بیان کیا۔

فائدہ:- ہمارے دور کے خوارج و نواصب ابن تیمیہ کی عبارت کو غور سے پڑھیں کہ وہ کیسے ان حضرات سیدنا علی و سیدہ فاطمہ اور حسنین کریمین (رضی اللہ عنہم) کو کیسے واضح طور آیہ تطہیر میں داخل کر رہی ہے۔

(۴) ابن تیمیہ کا بازوئے مذہب اور نواصب و خوارج کا مقتدر حافظ ابن کثیر نے بھی یہی لکھا ہے۔

وقدور وعن عائشة و ام سلمة امی المومنین ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم استمل علی الحسن والحسین وامها وابیها فقال اللهم هولاء اهل بیتی فاذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهیرا –

(البدایہ والنھایۃ صہ ۳۵ ج ۸)

علاوہ ازیں خاص طور پر سمجھنے کی یہ بات ہے کہ جس طرح مردوں کی ضمیر سے نازل ہونے والی آیت میں ازواج رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شامل ہونا سرکار دوعالم کا خاصہ ہے۔ اسی طرح صاحبزادی رسول اور ان کے بیٹوں اور شوہر کا شامل ہونا بھی سرور دوعالم کا خاصہ ہے۔

اور یہ امر جمہور فقہا کے نزدیک بھی مسلّم ہے کہ اگرچہ اولاد کا انتساب اپنے باپ کی طرف ہوتا ہے۔ تاہم یہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاصہ ہے کہ آپ نے اپنی بیٹی کی اولاد کو اپنی طرف منسوب فرمایا۔

وقد ذکر الفقھا من خصائصہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ ینسب الیہ بناتہ (الحاوی للفتاوی)

ذکر کیا فقہاء کرام نے کہ یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاصہ ہے کہ آپ کی بنات مقدسہ کی اولاد آپ کی طرف منسوب ہیں۔

بہر حال آیت تطہیر ہو یا آیۂ مباہلہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح فرمایا ہے کہ یہ ہیں پنجتن پاک لیکن افسوس ہے خوارج ونواصب پر کہ وہ نہ صرف پنجتن پاک کے اطلاق کے منکر ہیں وہ تو ان آیات میں ان حضرات میں شمول کے قائل ہی نہیں اور غلط تاویلات کر کے اپنا انجام برباد کر رہے ہیں چنانچہ محمود عباسی لکھتا ہے کہ اس میں نہ امام حسین شامل ہیں اور نہ ہی آپ کے والدین کریمین اور نہ ہی آپ کے برادر محترم امام حسن اور اپنا یہ موقف درست ثابت کرنے کے لیے جس دجل وفریب سے اس نے کام لیا ہے وہ اسی کا حصہ ہے چنانچہ وہ اس آیت کے بارے میں جو استدلال پیش کرتا ہے اسے یہاں دوبارہ نقل کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

غرضیکہ آئت تطہیر محض اور صرف ازواج مطہرات کے بارے میں ہے اور رجس سے پاکی کا وعدہ ان ہی امہات المومنین سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی دوسرے نسبتی قرابتداروں کو خواہ وہ چچا ہوں یا داماد یا نواسے رجس سے پاک

کرنے کا نہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا اور نہ اس کا اطلاق ان میں سے کسی پر ہو سکتا ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔

اس آیت میں ازواج نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جن بیوت یعنی گھروں کا ذکر ہے وہی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مسکونہ گھر تھے۔ وہ ہی تو مہبط وحی تھے وہیں تو آیات قرآنی کا نزول ہوتا تھا۔ وہی تو فرشتوں کے اترنے کی جگہ تھی۔ ان ہی بیوت میں آپ کے ساتھ سکونت رکھنے والی ازواج مطہرات ہی تو تھیں۔ جن کو "اھل بیت" کہہ کر آیت تطہیر میں مخاطب کیا گیا ہے۔ مسکونہ گھروں میں نہ آپ کے چچا (عباس) رہتے تھے اور نہ آپ کے داماد (علی) اور نہ آپ کی بیٹی (فاطمہ) اور نہ ان کی اولاد۔ صاحب روح المعانی نے صحیح کہا ہے کہ اہلبیت میں الف لام عوض مضاف الیہ کے آیا ہے یعنی بیت النبی اور اس سے مراد صاف طور سے لکڑی اور مٹی کے بنے ہوئے گھر سے ہے نہ کہ قرابتداروں اور اہل نسب کے گھرانے سے اور یہ بیت نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا بیت سکونت ہے نہ کہ مسجد وغیرہ اس بنا پر آپ کے اہل سے مراد آپ کی ازواج مطہرات مراد ہیں۔

ھذا بہتان عظیم

عباسی مذکورہ بالا تحریر لکھ کر

آخر پر لکھا ہے کہ سیاسی اغراض کی خاطر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابتداروں کو اس آیت میں شامل کرنے کے لئے حدیثیں وضع کر لی گئیں۔

(مقدمہ طبع سوم خلافت معاویہ ویزید)

فائدہ | عباسی کے اس جملہ کو بہتان عظیم کہا جا سکتا ہے بلکہ اس سے بڑھ کر لعنتہ اللہ علی الکاذبین پڑھ لیا جائے تو روا ہے کہ وہ بندگان خدا جن کی زندگیاں اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے وقف تھیں اور جن کے طفیل اسلام کو نہ صرف زندگی نصیب ہوئی بلکہ ان کے صدقے اسلام پھلا پھولا ان پر اس

بد بخت نے بلا جھجک سیاسی اغراض کا الزام لگا کر احادیث گھڑ لینے کا بہتان تراشا اہل حق خود سمجھ گئے ہوں گے کہ اس بدبخت پر کتنا شقاوت نے غلبہ کر رکھا ہے ورنہ الحمد للہ ہمارے ممدوحین نے صرف طیب و طاہر ہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے اعلیٰ مراتب کے محبوبین ہیں صلی اللہ علیہ و علیہم وسلم اجمعین۔

لطائف | اہل علم میں اعداد کے لطائف مشہور ہیں اسی لئے ہم پنج (پانچ کے عدد میں لطائف عرض کرتے ہیں۔)

قرآنی آیات

(۱) لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ (الفتح ع ۳)

ترجمہ:۔ اللہ مومنوں سے رضامند ہوا جب کہ وہ درخت کے نیچے تم سے بیعت کرتے تھے۔

(۲) رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ (البینہ ۹۸ ع ۸)

ترجمہ:۔اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔

(۳) فرمایا: الذین آمنو وھاجرو وجاھدو فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم اعظم درجۃ عنداللہ ط واولئک ھم الفائزون ۲۰

ترجمہ:۔ایمان لانے والے جنہوں نے ہجرت کی اور راہ خدا میں مال اور جان سے جہاد کیا۔ یہ لوگ اللہ کے ہاں بہت بڑے درجہ والے ہیں اور یہی اپنی مراد کو پہنچے ہوئے ہیں۔

یبشرھم ربھم برحمۃ منہ ورضوان وجنت لھم فیھا نعیم مقیم۝ (توبہ ع ۹)

ترجمہ:۔ان کا رب ان کو اپنی رحمت اور رضوان اور جنات کی بشارت دیتا ہے، بہشت جس میں دائمی نعمتیں ہیں ان کے لئے ہوں گی۔

(۴) فرمایا: ورضوان من الله اکبر ط ذالك هو الفوز العظيم (توبہ ع ۹)
اللہ کی رضوان تو سب سے بڑھ کر ہے اور یہی سب سے بلند تر کامیابی ہے۔
(۵) رضيت لكم الاسلام ديناً (المائدہ ع ۵)
ترجمہ:- میں خوش ہوں کہ اسلام تمہارا دین ہے۔
ہمارا یقین وایمان ہے کہ یہ شان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک پر ایمان لانے والے کو بھی رضائے رحمٰن اور خوشنودی منان کا گراں مایہ عطیہ ارزانی فرمایا گیا اور اس طرح پر وہ وعدہ صادق پورا کیا گیا سورہ والضحیٰ میں ارشاد ہے وللاخرة خير لك من الاولىO ولسوف يعطيك ربك فترضى O آخرت تیرے لئے اولیٰ سے بہتر ہے تیرا رب تجھے اتنا کچھ دے گا کہ تو راضی خوش ہو جائے گا۔

اولیاء اللہ کے پنج (پانچ) صفات

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبوں کے پانچ صفات ذکر کر کے ان سے ان کے بدلے میں عطائے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔
واطيعو الله والرسول لعلكم ترحمونO وسارعوآ الى مغفرة من ربكم وجنة عرضها السموات والارض اعدت للمتقين O
ترجمہ:- اور اللہ کی اور رسول کی فرمانبرداری کرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے اور اپنے پروردگار (کی جانب سے) بخشائش اور جنت کی طرف جلدی بڑھو جس کی چوڑائی سارے آسمان وزمین ہیں جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی یعنی متقیوں کے لئے جو لوگ ایسے ہیں کہ:-
(۱) الذين ينفقون فى السراء والضراء
آسودہ حال میں خرچ کرتے ہیں اور تنگ دستی میں (خرچ کرتے ہیں)
(۲) والكاظمين الغيظ

ترجمہ:- اور غصہ ضبط کرنے والے ہیں

(۳)والعافین عن الناس ط واللہ یحب المحسنین O

ترجمہ:- اور معاف کر دیتے ہیں لوگوں کو اور اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

(۴) والذین اذا فعلو فاحشۃ او ظلموا انفسہم ذکروا اللہ فاستغفروا لذنوبہم ومن یغفر الذنوب الا اللہ

ترجمہ:- اور ایسے لوگ کہ جب وہ کھلا گناہ کرتے ہیں اور اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھتے ہیں (تو) اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں اور کون ہے جو گناہوں کو بخش دے سوائے اللہ کے

(۵) ولم یصرو علی مافعلوا وہم یعلمون O

ترجمہ:- اور وہ اصرار بھی ان (بداعمالیوں) پر نہیں کرتے جو وہ کر چکے ہیں وہ (گناہوں کی برائی) جانتے ہیں۔

سود اور قرض کے بارے میں پانچ ہدایات

(سورۃ بقر آیات ۲۷۸ تا ۲۸۰)

(۱)یاایہاالذین امنو اتقواللہ وذروما بقی من الربو ان کنتم مومنینO

ترجمہ:- اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور جو سود لوگوں کے ذمہ باقی رہ گیا ہے اگر تم مومن ہو تو اس کو چھوڑ دو۔

فان الم تفعلو فاذنو بحرب من اللہ و رسولہ

ترجمہ:- اور اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو اللہ اور اس کے رسول سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

(۲)وان تبتم فلکم رء وس اموالکم

ترجمہ:۔ اور اگر تم نے توبہ کی تو تمہارے لئے اصل مال ہے۔

(۳) لاتظلمون ولا تظلمون O

ترجمہ:۔ نہ تم کسی کا زبردستی نقصان کرو نہ تم پر زبردستی کی جائے گی۔

(۴) وان کان ذو عسرۃ فنظرۃ الی میسرۃ ط

ترجمہ:۔ اور اگر کوئی تنگ دست تمہارا قرضدار ہو تو اسے آسودہ حال ہونے تک مہلت دو۔

(۵) وان تصدقو خیر لکم ان کنتم تعلمون O

ترجمہ:۔ اگر تم سمجھو تو تمہارے حق میں یہ بہتر ہے کہ اصل بھی بخش دو یعنی قرض بالکل ہی معاف کر دینا بہتر ہے۔

پانچ چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے احسن کہا

(۱) قرآن پاک

قرآن مجید کو اس لئے احسن فرمایا کہ اس میں امر و نہی، وعدہ وعید، تمثیلیں خبریں، وجد وجود، نیکی بدی، ثواب و حساب، حلال و حرام وغیرہ لاکھوں علوم ہیں لہذا یہ احسن ہونے کے لائق ہے۔

(۲) انسانی شکل و صورت

شکل انسان کو اس لئے کہ باری تعالیٰ نے آگ پانی ہوا اور مٹی پر نقشہ کھینچا ہے حالانکہ کوئی مصور ان چیزوں پر نقشہ نہیں کھینچ سکتا۔

(۳) ازان

ازان کو اس لئے احسن فرمایا کہ اس کی ندا تمام نداؤں سے اعلیٰ اور اس کا منادی یعنی مؤذن سب میں بلند مرتبہ والا ہے۔

(۴) دین اسلام

دین اسلام کو اس لئے احسن فرمایا کہ سب انبیاء علیہ السلام کو ایک دو چیزیں واجب کر کے دیں۔ اسلام میں سب کا مجموعہ واجب کیا گیا۔

(۵) یوسف علیہ السلام کا قصہ

یہ قصہ احسن اس لئے ہے کہ دنیوی کہانیوں میں جھوٹ ہوتا ہے یہاں سچ ہے۔ وہاں مجاز ہوتا ہے یہاں حقیقت۔

☆☆☆☆☆

پانچ چیزوں کا دیکھنا عبادت ہے

(سورۃ الھمزہ)

اولاً:- صبح کے وقت اپنے ماں باپ کی زیارت کرنا اور ان کو ادب کے ساتھ سلام کرنا۔

دوم:- کلام مجید کا دیکھنا اور پڑھنا۔

سوم:- عالم بزرگ کا چہرہ عزت واحترام سے دیکھنا۔

چہارم:- خانہ کعبہ کے دروازہ کی زیارت۔

پنجم:- اپنے پیرومرشد کے چہرے کی طرف دیکھنا۔

پانچ کام کرنے والے حطمہ میں پھینکے جائینگے سورۃ الھمزہ

۱۔ ہلاکت ہے ہر غیبت کرنے والے کے لئے۔

۲۔ (ہلاکت ہے) طعنہ دینے والے کے لئے۔

۳۔ (ہلاکت ہے) جو جمع کرتا ہے مال کو۔

۴۔ (ہلاکت ہے) جو جمع شدہ مال کو گنتا رہتا ہے۔
۵۔ وہ خیال کرتا ہے کہ اس کا مال سدا رہے گا اس کے ساتھ۔ ایسا شخص ضرور حطمہ میں پھینکا جائے گا اور آپ کو کیا معلوم حطمہ کیا ہے۔ وہ غضب الٰہی کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے وہ دلوں میں چڑھ جائے گی اور ان پر چاروں طرف سے مُند کر دی جائے گی لمبے لمبے ستونوں میں۔

☆☆☆☆☆☆

پانچ چیزیں انسان کو دنیاوی زینت دیتی ہیں

(زین للناس)

۱۔ حب الشہوت من النساء والبنین (محبت نفسانی خواہشوں کو جیسے عورتیں اور بیٹے، اولاد)

۲۔ والقناطیر المقنطرۃ من الذھب والفضۃ (اور خزانے جمع کئے ہوئے سونے چاندی کے)

۳۔ والخیل المسومۃ (اور گھوڑے نشان دار فی زمانہ کاریں اور دیگر سواریاں وغیرہ)

۴۔ والانعام (اور مویشی)

۵۔ والحرث ط (اور کھیتی)

ذالک متاع الحیوۃ الدنیا (ج) (یہ تو سامان ہے دنیا کی زندگی کا)

واللہ عندہ حسن الباب O (اور اللہ کے پاس ہی اچھا ٹھکانا ہے)

پانچ راتیں جن میں عبادت سے جنت واجب ہو جاتی ہے

ایک حدیث میں ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے پانچ راتیں بیدار ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزار دیں اس کے لئے جنت واجب ہو گئی وہ راتیں یہ ہیں۔

(۱) آٹھویں ذی الحجہ کی شب (۲) نویں ذی الحجہ کی شب (۳) عید قربان ۱۰ ذی الحجہ کی شب (۴) عید الفطر کی شب (۵) پندرہویں شعبان المعظم کی شب۔

خاتمہ

آخر میں فقیر پنجتن پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورضی اللہ عنہم) کے فضائل مختصراً عرض کر دے تاکہ عوام کو یقین ہو کہ اگر یہ بھی پاک نہیں تو پھر دنیا میں کوئی پاک پیدا ہی نہیں ہوا۔

لطیفہ:۔ فقیر اویسی غفرلہ نے ایک جگہ کہہ دیا کہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ ایک وہابی نے کھڑے ہو کر سوال کر دیا کہ پاک تو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے پھر آیات سبحان، سبحن الذی اسری بعبدہ، سبحن اللہ سخرلنا، سبحانک اللھم، سبحان اللہ عما یصفون' فر فر کر کے اٹھارہ بیس آیات پڑھ دیں۔ میں نے بجائے علمی جواب کے اس سے الزامی جواب کے طور پر پوچھا کہ تمہاری زوجہ نماز پڑھتی ہوگی اس نے کہا کہ الحمد للہ تہجد اور اشراق گزار ہے۔ میں نے صرف عوام کو متوجہ کرنے کے لئے کہا کہ اس کی شلوار پلید ہوتی ہے جب نماز پڑھتی ہے اس نے کہا پاک۔ عوام کی آنکھ کھلی کہ اے بدبخت تیری عورت کی شلوار تو پاک ہو اور ہمارا غوث پاک نہ ہو۔

یہی حالت ان کی ہے جو پنجتن پاک کے اطلاق کے منکر ہیں کہ اے خدا کے بندو!

جب ہم سب متفق ہیں کہ یہ حضرات گناہوں سے یقیناً پاک ہیں تو پھر انکار کیوں ہاں ان کی تخصیص کی تفصیل گزر چکی۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اظہر من الشمس ہیں ویسے مخالفین کو آپ کی طہارت وعصمت میں انکار بھی نہ ہوگا۔

سیدنا مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کا مقام عالی

امیر المومنین سیدنا مولی علی رضی اللہ عنہ کا درجہ ومقام انتہائی اعلیٰ ہے۔ آپ نے بچپن ہی میں اسلام قبول فرمایا۔ آپ ابتدا سے حضور کی تربیت میں رہے۔ کتب احادیث میں یہ چیز موجود ہے کہ ایکبار حضرات قریش میں حضور کے خاندان مبارک میں تنگی وعسرت پیدا ہوئی تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا بہتر ہوگا کہ میں اور آپ ابو طالب کے پاس چل کر کہیں کہ صاحبزادگان کو تقسیم فرمادیں تاکہ آپ کا بوجھ ہلکا ہو جائے۔ چنانچہ ابو طالب کے پاس آکر ان سے مقصد بیان کیا انہوں نے کہا عقیل وطالب کو میرے لئے چھوڑ دو بقیہ کی تم نگرانی ونگہداشت کرو۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت جعفر کو اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آغوش مکرمت میں لے لیا اس کے بعد حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو اپنی تربیت میں لے لیا۔

امام ترمذی:- حضرت زید بن ارقم سے راوی ہیں کہ حضور نے فرمایا میں جس کا پیارا ہوں علی بھی اس کے پیارے ہیں۔

حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالت غضب میں ہوتے تو بجز سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے کسی کو جرات نہ ہوتی کہ حضور سے کچھ عرض ومعروض کرے۔

طبرانی وحاکم وابن عساکر متعدد اصحاب کرام سے مروی ہیں حضور نے

ارشاد فرمایا علی کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے۔

حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں میں نے حضور سے سنا علی قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علی کے ساتھ ہے، یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض پر میرے سامنے پیش ہوں گے۔

مدینہ پاک میں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرات انصار و مہاجرین میں مواخات قائم کی سب ایک دوسرے کے بھائی بنا دیئے گئے مگر مولیٰ علی رضی اللہ عنہ رہ گئے۔ آپ نے مضطرب ہو کر حضور سے عرض کیا مجھے کیوں چھوڑ دیا گیا؟ حضور نے فرمایا تم میرے بھائی ہو دنیا اور آخرت میں۔

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کا کمال علم

امام ترمذی و حاکم راوی ہیں کہ حضور نے فرمایا میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کے دروازے ہیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو یمن کا قاضی مقرر فرمایا۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ حضور مجھے قاضی بنا کر بھیجتے ہیں درالحالیکہ میں نوجوان ہوں، میں فیصلے کس طرح کروں گا میں فیصلہ کرنا نہیں جانتا؟ یہ سن کر حضور نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر مار کر فرمایا اے اللہ اس کے قلب کو ہدایت دے دے فیصلے کرنے کی اور اس کی زبان حق پر قائم کر دے۔ آپ فرماتے ہیں اس واقعہ کے بعد مجھے فیصلہ کرنے میں شک نہیں ہوا۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کا ارشاد

حضرت سیدنا عمر بن خطاب اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم میں سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے علی ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے کہ اگر کوئی ثقہ ہم کو حضرت علی کا فتویٰ پہنچائے تو ہم اس سے نہ بڑھیں گے۔ اسی طرح حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا

اللہ کی پناہ لیتا ہوں ایسے کٹھن مسئلہ سے کہ اس کا حل ابو الحسن کے پاس نہ ہو۔ حضرت سعید ابن المسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تمام صحابہ کرام میں ایسا کوئی نہ تھا جو یہ کہتا ہو کہ مجھ سے جو چاہو سوال کرو بجز حضرت علی کے۔ امام احمد حضرت ابو حازم سے راوی ہیں کہ ایک شخص نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مسئلہ پوچھا۔ آپ نے فرمایا جا علی بن ابی طالب سے پوچھو وہ زیادہ علم والے ہیں۔ اس نے کہا آپ کا جواب مجھ کو ان کے جواب سے زیادہ پسند ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو نے انتہا درجہ کی بری بات کہی تو نے ایسے شخص کے جواب کو مکروہ جانا جس کو حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت گہرے علوم سکھاتے تھے۔

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی علم نحو کے اصول کے موجد ہیں۔ آپ ہی نے سب سے پہلے نحو کے قواعد مرتب فرمائے اسی طرح علم الفرائض مدینہ منورہ کے اندر حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ جاننے والا کوئی اور نہ تھا۔

غزوات میں شرکت

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مقدس میں جس قدر غزوات ہوئے اور کفار و مشرکین کے بڑے بڑے بہادروں سے جتنے مقابلے ہوئے ان میں حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کی بہادری و شجاعت سب سے زیادہ نمایاں رہی۔ جنگ احد میں سولہ ضربیں آپ کے جسد مبارک پر شمار کی گئیں۔ عمرو بن ود جیسے بہادر کو آپ ہی نے ختم کیا۔ خیبر کی لڑائی میں جب فتح نہ ہو رہی تھی تو اس وقت حضور نے ارشاد فرمایا کل ایسے شخص کو علم دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے فتح مبین فرما دی ہے اور وہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت رکھتا ہے۔ چنانچہ اگلے دن علم نبوی حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو عطا ہوا۔ اسی لڑائی میں آپ کا سپر ٹوٹ گیا تو آپ نے قلعہ خیبر کے دروازہ کا ایک پٹ دست مبارک سے اکھاڑ کر سپر کا کام لے لیا۔

خاندانی شرافت

حضرت مولی علی رضی اللہ عنہ کی خاندانی شرافت میں اس طرح مزید اضافہ ہوا کہ حضرت خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ کا عقد مبارک ہوا حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا حضور کی انتہائی لاڈلی صاحبزادی تھیں۔

بتول زہرا رضی اللہ عنہا

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو حضور نے "سیدۃ النساء" کا خطاب عطا فرمایا اور ارشاد کیا فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے وہ جنت کی خاتون ہے جب حشر میں آئیگی تو اہل حشر اپنی نگاہیں نیچی کر لیں گے۔ خود حضور پاک کا یہ معمول تھا کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لاتیں تو آپ کھڑے ہو جاتے آپ زہد و اتقاء میں فرد یگانہ تھیں۔

امام ترمذی نے نقل فرمایا، حضور کا ارشاد ہے عباسؓ مجھ سے ہے میں اس سے ہوں۔

امام بخاری نقل فرماتے ہیں، حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے حضور پاک نے مجھے اپنے سینہ مبارک سے لگایا اور فرمایا، خدایا عباسؓ کو حکمت سکھا۔ دین میں سمجھ دے۔ ایک دوسری حدیث میں جسے ترمذی نے نقل کیا مروی ہے کہ حضور نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، نہیں داخل ہو گا کسی شخص کے دل میں ایمان یہاں تک کہ دوست رکھنے کو (یعنی حضرت عباسؓ کو) اے لوگو! جو شخص میرے چچا کو ستائے گا تو بلا شبہ اس نے مجھے ستایا، اس لئے کہ چچا باپ کی طرح ہوتا ہے۔

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرات حسنین رضی اللہ عنہما سے غایت درجہ محبت تھی۔ آپ اکثر وبیشتر صاحبزادگان کو دوش مبارک پر سوار کر کے چلا کرتے۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ حالت عبادت شہزادگان ٹانگوں میں داخل ہو جاتے تو عبادت طویل فرمادی جاتی۔ اپنی زبان مبارک صاحبزادگان کے منہ میں ڈالدیا کرتے۔ جس وقت دوش مبارک پر ہوتے تو فرماتے خداوندا میں انہیں دوست رکھتا ہوں تو بھی انہیں دوست رکھ (رواہ شیخین) حضرت ابن سعید خدری سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا حسن وحسین دونوں سرداران بہشت ہیں۔

فائدہ:۔ سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سینہ کے درمیان سے سر تک اور امام حسین رضی اللہ عنہ سینے سے نیچے تک حضور سے مشابہ تھے۔

فضائل اہلبیت اطہار رضی اللہ عنہ

امام مسلم حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث پاک نقل فرماتے ہیں جس میں حضور نے فرمایا میں تم میں دو بہترین چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ ایک کتاب اللہ اسے مضبوط پکڑے رہنا۔ دوسرے اہل بیت۔ یہ کلمے تین بار فرمائے۔ میرے اہل بیت کی مثال سفینہ نوح کی طرح ہے جو اس پر سوار ہوا تو اس نے نجات پائی۔

امام بخاری حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا حضور کے اہل بیت کی حرمت پر نگاہ رکھو ان کے ساتھ نیک سلوک کرو۔

احادیث طیبہ کے علاوہ خود قرآن کریم نے قل لااسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی فرما کر پوری دنیائے اسلام کو محبت حضرات اہلبیت کا حکم دیا

گیا۔ الحمد للہ تعالی طبقہ اہل سنت حضرات اصحاب کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی
محبت کی طرح حضرات اہل بیت اطہار کی محبت کو لازمی وضروری قرار دیتا ہے۔ یہی
دونوں مقدس گروہ ایسے تھے جو اسلام کے ستون تھے۔ انہیں کی بدولت دنیا میں
اسلام پھیلا۔ قرآن کریم واحادیث نبوی کی تجلیات سے ان حضرات نے سب کو
روشناس کرایا۔ صلوات اللہ وسلامه علی نبینا وعلیهم اجمعین۔ رب
العزت تبارک وتعالی ہر مومن کے قلب میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی اور ان کے جاں نثاروں میں حضرات اصحاب کبار و حضرات اہل بیت اطہار کی
محبت داخل فرمائے۔ ان حضرات کے کارنامے کتابوں میں زیادہ سے زیادہ موجود
ہیں۔ اس مختصر مضمون میں اس سے زیادہ کا اضافہ مناسب نہیں۔

محمد فیض احمد اویسی غفرلہ

بہاول پور

۸ / محرم الحرام ۱۴۲۰ھ بروز اتوار قبل العصر

ہم جس طرح اہل بیت کرام کے نیاز مند ہیں اسی طرح صحابہ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی غلام بھی ہیں اسی لئے ہم صحابہ کرام واہلبیت عظام رضی اللہ عنہم کو یکجان سمجھتے ہوئے صحابہ کرام کو بارہ اماموں میں دکھاتے ہیں۔ بعنوان

اسرار الٰہیہ مناسبہ بارہ حرفی پنج تن

لا الہ الا اللہ میں بارہ حروف

ل	ا	ا	ل	ہ	ا	ل	ا	ا	ل	ل	ہ

ان پانچ میں بھی بارہ حروف

		۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
ص۱	محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)	م	ح	م	د	ر	س	و	ل	ا	ل	ل	ہ
ص۲	ابوبکر الصدیق (رضی اللہ عنہ)	ا	ب	و	ب	ک	ر	ا	ل	ص	د	ی	ق
ص۳	عمر ابن الخطاب (رضی اللہ عنہ)	ع	م	ر	ا	ب	ن	ا	ل	خ	ط	ا	ب
ص۴	عثمان ابن عفان (رضی اللہ عنہ)	ع	ث	م	ا	ن	ا	ب	ن	ع	ف	ا	ن
ص۵	علی ابن ابی طالب (رضی اللہ عنہ)	ع	ل	ی	ب	ن	ا	ب	ی	ط	ا	ل	ب